مولانا سعید الحق جدون*

معذور بچوں کی تعلیم وتربیت

معذور بچے ایسے غیر معمولی بچے ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی نمایاں جسمانی نقص میں مبتلا ہوتے ہیں۔ان مختلف جسمانی نقائص کے باعث یہ بچے تعلیمی، پیشہ ورانہ، جذباتی اور معاشرتی مطابقت میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ماہرین نے معذوری کی مختلف تعریفیں کی ہیں لیکن ہم یہاں مفسر قرآن علامہ ابن جریر طبریؒ کی تعریف کو بیان کرتے ہیں۔وہ اپنی تفسیر میں معذور بچوں (physicaly handicapped children) کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ذہنی پسماندگی (Mental retardation)، جزوی یا کلی طور پر ذہنی وجسمانی نشو ونما میں تعطل، حواس خمسہ میں پسماندگی، معذوری کہلاتا ہے۔(تفسیر طبری: ص۵۳، ج۱۱)

معذور بچوں کیلئے اب خصوصی بچوں (Special children) کی اصطلاح متعارف ہوئی ہے۔لوگ ان معذور بچوں کو محتاج ، اپاہج، لنگڑے ، لولے، پاگل، بے وقوف، جاہل، اندھے اور بہرے، گونگے جیسے سخت الفاظ استعمال کرتے تھے۔اور ان حقیر الفاظ سے احساس کمتری کے شکار ہوتے۔ان کی عزت نفس کا خیال رکھنے اور احساس کمتری سے بچانے کے لئے ''غیر معمولی بچے'' یا ''خصوصی بچے'' کی اصطلاح متعارف ہوئی ۔ان کی معذوری کو غیر معمولی پن، پسماندگی، کمی یا کمزوری سے تعبیر کی گئی۔ان کی تعلیم کو خصوصی تعلیم (Special Education) اور ان کے تعلیمی اداروں کو خصوصی سکولز (Special school) کہا جاتا ہے۔

خصوصی افراد معاشرے کا وہ طبقہ ہے، جس میں اپاہج، بہرے، گونگے ، نابینے، زبان سے معذور، دماغی معذور اور ہیجڑے شامل ہیں۔دنیا کو آج اس طبقے کا خیال آیا، کہ ان کے لئے کفالت اور تعلیم وتربیت کا مناسب بندوبست ہونا چاہیے تا کہ یہ لوگ معاشرے پر بوجھ نہ بن جائیں۔جبکہ محسن انسانیت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سوسال قبل ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

---

* فاضل دار العلوم حقانیہ، لیکچرر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول چینئی گدون، صوابی

ابن جوزی کیمطابق تین انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام ،حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام نابینا گزرے ہیں، گیارہ صحابہ نابینا تھے ،جن کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ تعلیم دی ہے ۔اور تابعین میں تین کا تذکرہ کیا ہے جو نابینا تھے۔

آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو نابینا ہے وہ تعلیم و تعلم کا قابل نہیں ہے لہٰذا اس کو گھر میں بند کرر کھا جاتا ہے،حالانکہ جو حضرات نابینا ہوتے ہیں ان کا حافظہ بنسبت ان لوگوں کے جو بینا ہیں زیادہ تیز ہوتا ہے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کا نور لے لیا لیکن میری دیگر صلاحیتوں ساعت، طاقت اور ذکاوت میں اضافہ کردیا۔ (لسان العرب :ص۲۰۲،ج۵)

خصوصی بچے معذوری کے باعث عام طلبہ کے لئے فراہم کی گئی تعلیم تربیت کی سہولتوں سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کرسکتے ہیں ۔معذور بچے ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے دوسرے بچوں سے مختلف نہیں ہوتے ہیں۔لیکن جسمانی نقص یہ سوچ انہیں احساس کمتری کا شکار کرتی ہے۔ جسمانی معذوری ان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے،جس کی وجہ سے وہ بچوں کے اجتماعی دھارے اور گروہی سلسلے سے کٹ جاتے ہیں۔اگر ایسے بچوں پر خصوصی توجہ دی جاسکے تو انہیں متوازن زندگی گزارنے کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔

خصوصی افراد خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔اسلام میں معذوروں کا اس درجہ خیال رکھا گیا ہے کہ ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سے معمولی بے رخی برتنے پر سورہ عبس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب کیا گیا۔روایات میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سردارانِ قریش کو اسلام پیش کیا،اسی اثنا میں عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے ،وہ نابینا تھے،اس وجہ سے موقع کی نزاکت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ آتے ہی انھوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا ،کہ فلاں آیت کیوں کر ہے یارسول اللہ ؟ مجھے اس میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا بے وقت پوچھنا گراں گزرا، ناگواری کی وجہ العیاذ باللہ یہ نہ تھی کہ وہ معذور اور نادار تھے۔معذوروں ،ناداروں، گونگوں، بہروں، اور نابیناؤں کی قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کرسکتا ہے؟ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوا ہوگا،کہ ان سرداران قریش کو مانوس کرنے کا جو موقع میسر آیا ہے عبداللہ ابن مکتوم کو جواب دینے سے یہ ضائع ہوگا،اور عبداللہ ابن مکتوم

تو گھر کے آدمی ہیں، ان کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے ہزاروں مواقع حاصل ہیں۔اس وجہ سے آپ کو یہ بات ناگور گزری اور چیں بجبیں ہو کر منہ پھیر لیا۔اس پر سورہ عبس کی آیت نازل ہوئیں۔

روایات میں ہے کہ اس کے بعد جب وہ نابینا اور معذور صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم وتکریم سے پیش آتے اور فرماتے 'مرحباًلما تبنی فیہ ربی'' (خوش آمدید اس کے لئے جس کی وجہ سے میرے رب نے میری عتاب کی)۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ معذوروں، اپاہجوں اور شکستہ حال ناداروں کا زیادہ لحاظ رکھنا چاہئے۔یہ لوگ خصوصی اعانت اور خصوصی توجہ کے مستحق ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عبداللہ ابن مکتومؓ کے پاس جب آتے یا جاتے تو پوچھتے ما حاجتك؟هل ترید من شیءٍ؟ کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ آپ کسی چیز کا ارادہ رکھتے ہیں؟ قربان اس ذات پر جس کو آتے جاتے وقت معذوروں کی حاجت وضرورت کی فکر لاحق رہتی تھی۔اس قدر خیال اس وجہ سے رکھتے تھے کہ یہ لوگ احساس کم تری اور احساس محرومی کے شکار نہ ہوں اور اس خصوصی توجہ کی وجہ سے یہ حضرات متوازن زندگی گزارنے کے قابل بن جائیں اور معاشرے کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کریں یہی وجہ تھی کہ اس نابینا صحابی عبداللہ ابن مکتومؓ نہ صرف یہ کہ تعلیم وتربیت حاصل کر کے گھر بیٹھ گئے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک بھاری ذمہ داری سونپ دی کہ آپ کو مسجد نبوی کا مؤذن مقرر کیا۔آپ باقاعدہ حضرت بلالؓ کے ساتھ آذان دیتے تھے۔

مذکورہ تعلیمات قرآن وسنت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کی رہنمائی اس شعبہ میں کم نہیں ہے۔حتیٰ کہ ہیجڑے جنہیں آج معاشرہ اپنا حصہ بنانے پر تیار نہیں ہے، ان کے بھی فقہاء نے تفصیلی احکامات بیان کئے ہیں۔ان ہیجڑوں پر محنت کر کے ہم ان سے اچھے شہری بنا سکتے ہیں، معاشرے کا فعال حصہ بنا سکتے ہیں۔سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قافلہ کے بہت سے مجاہد اور جنگجو جیالے پاکباز ہیجڑے تھے۔

خصوصی تعلیم بہت انتہائی اہمیت کا حامل ہے اسی وجہ سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس کے لئے تگ ودو شروع ہے۔اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کے خصوصی ماہرین تعلیم خصوصی تعلیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

خصوصی تعلیم عام تعلیم کی ایک بہتر شکل ہے جس کا مقصد ان لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنا

ہے، جو مختلف پسماندگیاں کے ساتھ نامساعد حالات میں جدوجہد کرتے ہیں۔خصوصی تعلیم اتنی بہتر ہوتی ہے کہ اس میں پسماندگی کی مخصوص اقسام کے لئے خصوصی تربیت یافتہ عملہ ہوتا ہے جو کہ ایسے افراد کی تعلیمی امداد کرتا ہے۔اگر ان افراد کی مدد نہ کی جائے تو ایسے افراد کا کسی حد تک معاشرتی ناقابلیت (social disability) کا شکار ہونے اور اپنی صلاحیتوں سے کم تر درجے کی زندگی گزارنے کا احتمال ہے۔

پاکستان میں بھی دوسرے ممالک کی طرح کچھ عرصے تک خصوصی تعلیم کے ادارے نہ ہونے کے برابر تھے۔آہستہ آہستہ حکومت اور مخیّر حضرات نے خصوصی بچوں کیلئے تعلیمی ادارے کھول دیے گئے ۔ ۱۹۵۹ء میں نیشنل ایجوکیشن کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا، جس نے خصوصی بچوں کی تعلیم سے متعلق سفارشات پیش کیں۔جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔خصوصی بچوں کو تعلیم کے ساتھ پیشہ ورانہ تعلیم دی جائے تاکہ یہ معاشرے پر بوجھ نہ بنیں۔

۲۔رفاہی اور نجی ادارے خصوصی بچوں کی تعلیمی اور طبی ضروریات پورا کریں۔

۳۔حکومت ایسے رفاہی اور نجی اداروں کو، جو خصوصی تعلیم کے لئے کوشاں ہیں ،مالی امداد فراہم کرے۔

۴۔حکومت خصوصی تعلیم دینے والے اساتذہ کے لئے ادارے قائم کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

قیام پاکستان سے تاحال یہ مسئلہ کافی حد تک کنٹرول ہوا ہے۔شہری علاقوں میں خصوصی تعلیم کا بندوبست ہے ،البتہ ملک کے پسماندہ اور دور دراز علاقوں کے جسمانی، ذہنی ،بصارتی اور سماعی پسماندہ اپاہج (پولیوزدہ) بچوں کی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ان پسماندہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ ترجیحات ملنے چاہئیں۔یہ ان بچوں کا ایک بنیادی حق ہے اور ارباب اختیار کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔

خصوصی بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے جہاں حکومت کوشاں ہے وہاں رفاہی اور فلاحی اداروں کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ان ہی اداروں نے ان بچوں کی تعلیم کے لئے مالی امداد فراہم کی۔طبی ضروریات پورا کر کے ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری قبول کی۔اس وقت پاکستان میں بہت سے فلاحی اور رفاہی ادارے جسمانی ،ذہنی ،بصارتی ،اور سماعی پسماندہ بچوں کو بہتر تعلیم دلا رہے ہیں۔اور ان کی سرپرستی کررہے ہیں۔اللہ کرے یہی سلسلہ تادیر چلتا رہے۔

آپ اپنے موقر مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں

editor_alhaq@yahoo.com